www.KitaboSunnat.com

کتاب و حکمت

پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ
پروفیسر حافظ محمد اسرائیل

ترجمان القرآن

(انسائیکلوپیڈیا آف قرآن)

آیت نمبر: ۱۲۵

"اور وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے جمع ہونے اور جائے امن مقرر کیا اور حکم دیا کہ جس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے، اس کو نماز کی جگہ بنالو۔"......

تشریح:

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ اس گھر سے اپنی حاجت پوری کر کے اہل و عیال کی طرف جاتے ہیں تو دوبارہ اس گھر کو آنے کی خواہش کرتے ہیں، یعنی بار بار آتے ہیں اور اس کو ٹھکانہ بنالیتے ہیں"۔ یہی بات ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین" نے بھی کہی ہے کہ جو کوئی یہاں سے لوٹ کر گھر کو جاتا ہے، اسے واپس آنے کا شوق لگا رہتا ہے، ہر قریہ، ہر بستی، شہر اور ملک سے لوگ دوڑ دوڑ کر یہاں آتے ہیں۔ شاعر نے کہا ہے:

جعل البيت مثابا لهم ——— ليس منه الدهر يقضون الوطر

"بیت اللہ کو ان کے لیے اللہ نے ٹھہرنے کی جگہ بنایا۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں جس میں لوگوں نے اس کے طواف کی آرزو کو پورا نہ کیا"

(یعنی "یکبار دیدم و بارِ دیگر ہوس دارم"۔ ایک بار دیکھا ہے، دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے)

دوبارہ می طلبم طواف کعبہ اے نواب
خدا دید بہ پر و بال من ہوائے دگر

"اے نواب! میں دوبارہ کعبے کا طواف کرنا چاہتا ہوں، اللہ میرے بال و پر کو دوسری دفعہ پرواز کیلئے ہوا میسر فرمائے"۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ پوچھو اہلِ موقف ہم سے دیوانوں کی بے تابی
یہاں مجمع سنایاں بھی تلاشِ یار میں آئی

"امن" سے یہ مراد ہے کہ یہاں لوگ بے خوف و خطر رہتے ہیں، اللہ کی پناہ میں ہوتے ہیں۔ ابو العالیہؒ نے کہا: یعنی دشمن کے ہتھیار اٹھانے سے اَمن میں ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں کفار ادھر اُدھر سے لوگوں کو اُچک لیتے تھے مگر حرم والوں کو تب بھی کوئی نہ پکڑتا تھا، نہ ستاتا تھا، یہ چین و آرام سے رہتے تھے۔ حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت سدی اور حضرت قتادۃ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ جو اس حرم میں آیا، وہ امن میں ہوا۔ ایک جماعت اہل علم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ جو حرم میں پناہ لے لے، اس پر کوئی حد قائم نہ کی جائے، جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ﴾ ——— بعض نے کہا: یہ حکم منسوخ ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ اس پناہ گزین مجرم کو یہاں تک تنگ کیا جائے کہ وہ باہر آجائے، پھر اسے پکڑ کر سزا دی جائے۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "امن سے مراد ملجاء و ماویٰ ہے"۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت میں کعبے کا شرف بیان کیا۔ جو وصف شرعاً اس کا تھا، واضح کیا کہ یہ ایسی جگہ ہے کہ جس کا شوق ارواح کو ہے۔ اگر کوئی ہر سال یہاں آئے تو بھی اس کا جی نہیں بھرتا، گویا اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا ﴿ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ ——— رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴾ قبول کی۔ پھر اللہ نے فرمایا: یہ وہ جگہ ہے کوئی کچھ بھی کرتا ہو، جب یہاں آجاتا ہے تو اس کو پناہ مل جاتی ہے۔ ابن زیدؒ نے فرمایا: "آدمی اپنے باپ بھائی کے قاتل کو دیکھتا مگر تعرض نہ کرسکتا"، جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ ﴾

"یعنی اس گھر کی تعظیم کے سبب سے برائی دور کی جاتی ہے" (المائدہ: ۹۷)

اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اگر لوگ اس گھر کا حج نہ کریں تو اللہ آسمان کو زمین پر گرا کر ایک طبق کر دے۔ سو یہ شرف اس گھر کے بانی مبانی حضرت ابراہیمؑ (خلیل الرحمٰن) کی وجہ سے حاصل ہوا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا ﴾۔

"اور جب ہم نے ابراہیم کو گھر کا ٹھکانہ ٹھیک کر دیا کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

... اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ﴾

"پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے اور بابرکت ہے، جہان والوں کے لئے ہدایت کا سبب ہے۔ اس میں واضح نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوتا ہے تو امن میں ہو جاتا ہے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا:

"یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش کے روز سے حرام کر دیا ہے۔ سو یہ اللہ کی حرمت کی وجہ سے قیامت تک حرام ہے۔ یہاں مجھ سے پہلے کسی شخص کو کسی شخص سے قتال کرنا حلال نہیں ہوا۔ میرے لئے بھی یہ صرف ایک ساعت حلال کیا گیا۔ اب وہ قیامت تک حرام ہے۔ نہ یہاں سے کانٹا کاٹا جائے، نہ شکار بھگایا جائے، نہ گری پڑی اٹھائی جائے۔ (مگر جو شخص اُسے بیت المال تک پہنچادے) اور نہ گھاس کاٹی جائے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"اے اللہ کے رسول ﷺ مگر اذخر (گھاس) ...... یہ بھٹیوں اور گھروں میں تنور کے کام آتی ہے"۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہاں اذخر اس سے مستثنیٰ ہے" (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کو اجتہاد کرنا درست تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ کا اجتہاد وحی کے حکم میں شامل تھا۔

مقامِ ابراہیم

اس آیتِ کریمہ میں مقامِ ابراہیم پر خبردار فرما کر یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کے پاس نماز پڑھا کرو۔ مفسرین کا اختلاف ہے کہ اس مقام سے کون سی جگہ مراد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "سارا حرم مقامِ ابراہیم ہے" یہی بات مجاہد و عطاء سے مروی ہے۔ عطاء کا فرمان ہے: "سارا حرم مقامِ ابراہیم ہے"۔ سعید بن جبیرؒ نے فرمایا: "مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم کھڑے ہو کر حضرت اسمٰعیل کو پتھر اٹھا کر دیتے تھے۔ اللہ نے اس پتھر کو رحمت ٹھہرایا ہے"۔ سدیؒ نے کہا: "مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس کو حضرت اسمٰعیلؑ کی بیوی نے اٹھا کر حضرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیمؑ کے قدموں میں رکھ کر حضرت اسمٰعیلؑ کا سر دھویا تھا"۔ قرطبی نے اسے ضعیف اور دوسروں نے اسے راجح کہا ہے۔ امام رازیؒ نے اس کو حسن بصری، قتادۃ، اور ربیع بن انس رحمھم اللہ سے نقل کیا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "رسول اکرم ﷺ نے جب حج میں طواف کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ ہمارے باپ کا مقام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا ہم اس کو مصلیٰ نہ بنائیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی" (ابن ابی حاتم)

یہ وحی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی۔ اسی طرح بہت جگہ وحی نے ان کی رائے سے مطابقت کی ہے۔ ایسے کل اٹھارہ مقامات ہیں، جنہیں سیوطیؒ نے ایک علیحدہ رسالے میں جمع کر دیا ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہؒ اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ لفظوں کا معمولی فرق ہے مگر معنی ایک ہے۔

بخاری شریف میں ہے، حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں اپنے رب سے تین باتوں میں موافق ہوا، یا مجھ سے میرے پروردگار نے تین باتوں میں موافقت کی:

۱۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کاش آپ ﷺ اس مقامِ ابراہیم کو اختیار کرتے، اس پر آیت نازل ہوئی۔

۲۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ کے پاس نیک و بد سب طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ ﷺ اُمہات المؤمنین کو پردے کا حکم دیتے، اس پر آیت حجاب نازل ہوئی۔

۳۔ میں نے سنا کہ رسول اکرم ﷺ بعض بیویوں پر خفا ہوئے، میں نے آپ ﷺ کی بیویوں سے کہا کہ تم باز رہو، ورنہ اللہ اپنے رسول ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں بدل دے گا، تو اس پر یہ آیت ﴿ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ..... ﴾ (التحریم: ۵) نازل ہوئی۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے حسن صحیح لکھا ہے۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ علی بن المدینی نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ ابن ابی حاتم کی روایت میں تیسری بات یہ آئی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا تھا، رسول اکرم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ﴾ ...... (التوبہ: ۸۴) یہ اسناد صحیح ہے، ان میں کچھ تعارض نہیں۔

پہلے یہ پتھر رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں کعبہ کی دیوار میں لگا تھا۔ سب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے عمرؓ نے اس جگہ منتقل کیا جہاں آج ہے۔ اس کو بیہقی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں کہ اسے خلیفۂ راشد نے اس جگہ منتقل کیا، ہم پر ان کا اتباع لازم ہے۔ حدیث میں ہے: اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر —— یہ وہ شخصیت ہیں جن کی رائے سے قرآن نے اس مقام پر نماز پڑھنے میں موافقت کی۔ اس لئے کسی صحابیؓ نے ان کی رائے سے اختلاف نہ کیا۔

یہ پتھر دیوارِ کعبہ میں حجر اسود سے دائیں جانب متصل تھا۔ حضرت ابراہیم جب کعبہ بنا چکے تو اس کو دیوار کے پاس یا جس جگہ تعمیر ختم ہوئی، وہاں رکھ کر چھوڑ دیا تھا۔ للذا یہ حکم ہوا کہ طواف کے بعد اس جگہ نماز پڑھو اور یہی مناسب تھا کہ مقام وہ جگہ ہو جہاں کعبہ کی بنیاد ختم ہوئی۔ کہتے ہیں: "اس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے نقشِ پا کا نشان تھا، جو کثرتِ مسح سے جاتا رہا۔" قبلہ کے چاروں طرف نماز جائز ہے، لیکن نماز کی تخصیص، مقامِ ابراہیم کے پیچھے رسولِ اکرم ﷺ کی سنت ہے اور یہی صحابہ کرامؓ کا فعل بھی ہے۔ اس پتھر کو چھونے یا چومنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بخاری شریف میں مقام ابراہیم کے قصے میں ابن عباسؓ سے ایک لمبا اثر منقول ہے۔ ترمذی کی حدیث میں آیا ہے: "رکن و مقام، جنت کے دو یاقوت ہیں۔ اللہ نے ان کے نور کو مٹا دیا۔"

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ طواف کے پہلے تین چکروں (اشواط) میں دوڑ کر چلتے، باقی چار چکروں میں آہستہ آہستہ چلتے رہے۔ جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پیچھے آکر دو رکعتیں پڑھیں اور مذکورہ آیت تلاوت کی۔ ابن جریرؒ کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مقام ابراہیم کو اپنے اور خانہ کعبہ کے درمیان کرکے دو رکعتیں ادا کیں۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "یہ اس طویل حدیث کا، جو صحیح مسلم میں حاتم بن اسماعیل سے آئی ہے، ایک ٹکڑا ہے۔" بخاری میں عمرو بن دینار سے مروی ہے: کہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں: "رسول اکرم ﷺ خانہ کعبہ تشریف لائے پھر طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت ادا کیں۔" یہ سب حدیثیں اس بات پر دلیل ہیں کہ مقام سے مراد وہی پتھر ہے، جس پر حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوکر کعبے کی تعمیر کرتے رہے۔ جب دیوار اونچی ہوئی تو حضرت اسماعیلؑ اس پتھر کو اٹھا لائے تاکہ اس پر کھڑے ہوکر ہاتھ سے پتھر اٹھا کر دیں۔

جب ایک طرف کی دیوار بن جاتی، تو یہی پتھر دوسری طرف لے جاتے حتی کہ چاروں طرف کی دیواریں بن گئیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے نقشِ قدم اس میں واضح تھے، اہل اسلام کے زمانے میں بھی اس نشان کے آثار موجود تھے۔ انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ "میں نے مقام ابراہیم کو دیکھا، اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انگلیوں اور تلوے کا نشان موجود تھا۔ لوگوں کے ہاتھوں نے مسح کر کر کے ان نشانات کو مٹا دیا۔" حضرت قتادہؒ نے فرمایا: "اس جگہ نماز پڑھنے کا حکم ہے نہ کہ چھونے کا، جو تکلف اگلی امتوں نے کیا تھا، وہی تکلف اس امت نے بھی کیا۔" ابن عیینہ نے کہا ہے: "ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے مقام ابراہیم کو منتقل کرنے کے بعد سیلاب آیا جو مقامِ ابراہیم کو بہا کر لے گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو لاکر دوبارہ اس جگہ پر نصب کیا۔" حضرت سفیان فرماتے ہیں: ہمیں نہیں معلوم کہ اس پتھر کے کعبے سے منتقل کرنے کے درمیان کتنی مدت گذری ہے۔ نہ ہی یہ معلوم ہے کہ یہ کعبے سے چپکا ہوا تھا یا نہیں۔ مگر ایک روایت جو مجاہد سے مروی ہے، اس میں یوں آیا ہے کہ اس کی جگہ خود رسول اکرم ﷺ نے تبدیل کی لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

آیت ۱۲۵ تا ۱۲۷:

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ
وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ ﴿١٢٥﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ
أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ
فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٢٦﴾
وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾

"وہ وقت یاد کیجئے! جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے جمع ہونے اور باعثِ امن جگہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ جس مقام پر حضرت ابراہیم کھڑے ہوئے تھے، اس کو نماز کی جگہ بنالو اور حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو کہا کہ طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک وصاف رکھو۔

اور یہ کہ ابراہیمؑ نے دعا کی: "اے میرے رب، اس شہر کو امن کا شہر بنادے اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں، انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔" جواب میں ان کے رب نے فرمایا: "اور جو نہ مانے گا، دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اسے بھی دوں گا، مگر آخر کار اسے عذابِ جہنم کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف گھسیٹوں گا اور وہ بد ترین ٹھکانہ ہے"

اور یاد کرو، ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے، تو دعا کرتے جاتے تھے: "اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

حُرمتِ بیت اللہ:

حسن بصریؒ نے فرمایا: بیت اللہ کو پاک کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایذا یا نجاست کی کوئی چیز وہاں نہ ہو، عہد سے مراد حکم اور وحی ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: بتوں سے پاک کرو۔ مجاہدؒ نے کہا: بے حیائی کی باتیں اور جھوٹ سے باز رہیں اور گندگی سے اسے پاک رکھا جائے۔ ابوالعالیہؒ، عطاءؒ اور قتادہؒ نے کہا: لا الہ الا اللہ کہہ کر شرک سے پاک اور صاف رہو۔ طواف سے مراد بیت اللہ کے گرد چکر لگاتا ہے۔ طائف سے مراد وہ شخص ہے، جو مسافر بن کر آیا ہے۔ عاکف سے مراد وہ شخص ہے جو مکے میں رہتا ہے۔ یہی قول قتادہؒ اور ربیع بن انس کا ہے۔ عطاءؒ نے فرمایا: عاکف وہ آدمی ہے جو دوسرے شہروں سے آکر یہاں ٹھہرا ہے اور کہتا ہے: میں مجاور ہوں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: کہ جو آدمی مکے میں آکر ٹھہرا وہ بھی من جملہ عاکفین ہے۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مسجد نبوی میں سو جاتے تھے، عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: جو وہاں نماز پڑھتا ہے (اور نماز، رکوع اور سجود میں سے ہے)۔ ابن جریرؒ نے ان دونوں روایتوں کو ضعیف کہا ہے۔ ابن کثیرؒ نے پہلی روایت کو درست کہا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ دونوں باپ بیٹے کو اللہ نے حکم دیا تھا کہ تم اس گھر کو خاص اللہ وحدہ لا شریک کے نام پر بناؤ۔ جیسے قرآن میں ہے:

﴿ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴾ .... (حج: ۲۶)

"اور وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے حضرت ابراہیمؑ کے لئے بیتُ اللہ کو ٹھہرنے کی جگہ متعین کیا اور ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک و صاف رکھو۔"

فقہاء کا اختلاف ہے کہ بیتُ اللہ میں نماز افضل ہے یا طواف؟ امام مالکؒ فرماتے ہیں: باہر سے آنے والوں کے لئے طواف افضل ہے، جمہور کا فیصلہ یہ ہے کہ نماز مطلقاً افضل ہے۔ ہر ایک قول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی توجیہ ابن کثیرؒ نے کتاب الاحکام میں درج کی ہے۔ اس آیت سے ان مشرکوں کا ردّ مراد ہے، جو کعبے کے قریب اللہ کے ساتھ شرک کرتے تھے اور پھر مؤمنین کو وہاں آنے سے روکتے تھے۔ جیسے قرآن میں ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾ ..... (حج: ۲۵)

"بیشک وہ لوگ جو کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کے رستے سے اور مسجد محترم سے، جسے ہم نے لوگوں کے لئے یکساں عبادت گاہ بنایا ہے، روکتے ہیں، خواہ وہ وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے اور جو اس میں شرارت، کج روی و کفر کرنا چاہتے ہیں، ہم اس کو درد دینے والے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔"

پھر فرمایا: کہ یہ گھر اس لئے بنایا گیا ہے کہ یہاں خالص اللہ کی عبادت کی جائے، خواہ نماز ہو یا طواف، سورۂ حج میں نماز کے تینوں رکن: قیام، رکوع و سجود کا ذکر کیا۔ اور عاکفین کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ ان کا ذکر پہلے آچکا تھا۔ اس آیت میں طائفین، عاکفین کا ذکر کیا، ساتھ رکوع اور سجدے کا بیان بھی کیا، لیکن قیام چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ یہ بات معروف و معلوم ہے کہ رکوع و سجود، قیام کے بعد ہی آتے ہیں۔ اس آیت میں ان یہود و نصاریٰ کا بھی رد ہے جو بیت اللہ کا حج نہیں کرتے، حالانکہ یہود حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہوں نے یہ گھر اسی طواف کے لئے اور حج و عمرہ کے لئے بنایا تھا اور اعتکاف و نماز کے لئے تیار کیا ہے۔ اگر اہل کتاب ان کاموں میں سے کوئی کام سرانجام نہیں دیتے تو یہ حضرت خلیلؑ کے مقتدی کیسے ٹھہرے؟ کیونکہ جو کام اللہ نے ان کے لئے مشروع کئے تھے، وہ انہیں ادا نہیں کرتے، موسیٰ بن عمران اور انبیاءؑ نے بھی اس گھر کا حج کیا تھا، جیسا کہ آپ ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔

مساجد کی تطہیر کی فضیلت اس آیت سے لی گئی ہے۔ قرآن میں میں دوسری آیات بھی ہیں، جو مساجد کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے:

﴿ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴾ ..... (النور: ۳۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وہ (قندیل) ان گھروں میں ہے، جن کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کئے جائیں اور وہاں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے اور ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہیں۔"

جہاں تک آپ ﷺ کی سنتِ مطہرہ کا تعلق ہے تو بہت سی احادیث مساجد کی پاکیزگی و صفائی اور اذیت اور نجاست سے بچانے کے ضمن میں آتی ہیں اسی لئے فرمایا:

اِنَّمَا بُنِیَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِیَتْ لَهُ......

"مساجد جس مقصد کے لئے بنائی گئیں ہیں، اسی کے لئے استعمال ہونی چاہئیں، (یعنی ذکر و صلوۃ)"

ابن کثیرؒ نے اس سلسلے میں ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے۔

تعمیرِ کعبہ:

اس بات میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کعبہ کس نے بنایا؟......امام محمد باقرؒ نے فرمایا کہ فرشتوں نے بنایا۔ اس قول میں غرابت ہے۔ عطاء، سعید بن مسیّب نے کہا: آدمؑ نے اسے پانچ پہاڑوں سے بنایا: حرا، طورِ سینا، طورِ زیتا، جبل لبنان اور جودی، لیکن یہ روایت بھی غریب ہے۔

ابن عباسؓ و کعب بن احبار، قتادہ وغیرہم نے کہا کہ سب سے پہلے شیثؑ نے کعبہ تعمیر کیا۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ اہلِ کتاب کے اقوال ہیں۔ جابر بن عبداللہؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ "حضرت ابراہیمؑ نے بیتُ اللہ کو حرام و باامن کیا، میںؐ نے دو پہاڑوں کے درمیان مدینہ کو حرام کیا، نہ اس کا شکار کیا جائے نہ وہاں کے خار دار درخت کو کاٹا جائے۔" مسلمؒ، نسائیؒ، ابن جریرؒ نے اسے روایت کیا ہے۔ یہ مضمون صحابہؓ کی ایک جماعت سے کئی طرح سے مروی ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مکے کو اس دن حرام کیا، جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، سو یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ امام بخاری اور اہل سنن نے حدیث ابو ہریرہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ ابنِ ماجہ نے یہ حدیث صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی ہے اور بھی بہت سی حدیثیں اس ضمن میں موجود ہیں۔ جب ابراہیمؑ نے لوگوں کو یہ بات پہنچادی کہ اللہ نے اس گھر کو حرام کیا اور یہ ہمیشہ سے باعثِ امن و احترام تھا۔ تو ابراہیمؑ کی طرف تحریم کی نسبت، اللہ کے حکم کو بیان کرنے کی وجہ سے ہے۔ ابن جریرؒ کہتے ہیں: یہ گھر پہلے سے ہی حرام تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اس میں عبادت کا حکم نہیں دیا تھا، یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا، تب اس کو حرام کہا اور عبادت کا حکم دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ ابو ہریرہؓ میں نبی اکرم ﷺ سے مرفوعاً آیا ہے:

"حضرت ابراہیمؑ اللہ کے بندے اور خلیل تھے اور میں اللہ کا بندہ اور رسول ﷺ ہوں۔ انہوں نے مکے کو حرام کیا، میں نے مدینے کو دو پہاڑوں کے درمیان حرام ٹھہرایا۔ یہاں کا شکار اور خار دار درخت کاٹنا بھی حرام ہے۔ یہاں لڑائی کے لئے ہتھیار اٹھانا جائز نہیں، یہاں کا کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ ہاں البتہ اونٹ کے چارے کے لئے جائز ہے۔"

ابن جریرؒ نے اسے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ ابن کثیرؒ نے اس سند کو غریب ٹھہراتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحاحِ ستہ میں نہیں ہے۔ لیکن اس کی اصل حضرت ابو ہریرہؓ سے موجود ہے کہ لوگ پہلا پھل رسول اکرم ﷺ کے پاس لاتے۔ آپ ﷺ اسے لے کر فرماتے: اے اللہ! ہمارے پھل، ہمارے شہر، ہمارے صاع، ہمارے مُدّ (مدینہ کے دو پیمانے) میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ بیشک ابراہیمؑ تیرے بندے، خلیل و نبی تھے، میں بھی تیرا بندہ و نبی ہوں۔ انہوں نے آپ سے مکہ کے واسطے دعا کی، میں مدینے کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ویسی ہی دعا اور مثل اس کی (یعنی دو چند)۔ پھر کسی چھوٹی عمر کے بچے کو بلا کر وہ پھل اسے دیتے، دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ "برکت ہمراہ برکت کے" (برکت در برکت) پھر جو بچہ چھوٹا مجلس میں موجود ہوتا، وہ اسے مرحمت فرماتے (صحیح مسلم)

رافع بن خدیجؓ کی روایت یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے مکے کو حرام کیا، میں دو پہاڑوں کے درمیان مدینے کو حرام کرتا ہوں (ابن جریر، مسلم) صحیحین میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ

"اے اللہ میں دو پہاڑوں کے درمیان مدینہ کو حرام ٹھہراتا ہوں، جیسے حضرت ابراہیمؑ نے مکے کو حرام ٹھہرایا۔ اے اللہ ان کے مد اور صاع میں برکت دے۔ ان کے پیمانے میں برکت دے"

امام بخاریؒ نے فرمایا: اس سے اہل مدینہ مراد ہیں، حضرت انسؓ کی دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ مدینے کو مکہ کی نسبت دوگنا برکت دے۔ (بخاری، مسلم) عبداللہ بن زید مرفوعاً کہتے ہیں: حضرت ابراہیمؑ نے مکے کو حرام ٹھہرایا، اس کے لئے دعا کی، میں نے مدینے کو ویسا ہی حرام ٹھہرایا، میں نے مد اور صاع مدینہ کے لئے ویسی ہی دعا کی جیسے حضرت ابراہیمؑ نے مکے کے لئے کی (بخاری) مسلم کے لفظ یہ ہیں کہ ابراہیمؑ نے مکے کو حرام کیا اور مکے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کے لیے دعا کی، میں نے مدینے کو حرام ٹھہرایا میں نے مدینے والوں کے لئے اس دعا سے دوگنا دعا کی۔ ابو سعید کے لفظ یہ ہیں:

"اے اللہ! ابراہیمؑ نے مکے کو حرام کہا میں مدینے کو حرام کرتا ہوں، یہاں نہ کوئی خون کیا جائے، نہ ہتھیار اٹھایا جائے، نہ درخت کے پتے جھاڑے جائیں۔ سوائے چارے کے، اے اللہ ہمارے شہر، ہمارے ناپ اور تول کے پیمانوں میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں دے"..... (مسلم شریف)

ایک بزرگ نے ایک سبزی والے (بقال) کو مدینہ میں ساگ بیچتے ہوئے یہ کہتے سنا:

"یابرکة النبی ﷺ تعالی و انزلی ثم لا ترتحلی"

"اے نبی ﷺ کی برکت تو آ، نازل ہو اور پھر نہ جانا"

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: تحریمِ مدینہ میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ اس جگہ صرف وہ ذکر کی گئی ہیں جن کو حضرت ابراہیمؑ کے حوالے سے تحریمِ کعبہ سے نسبت ہے۔ اور ان میں آیتِ کریمہ سے مطابقت ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ مکہ کی تحریم حضرت ابراہیمؑ کے عہد اور ان کی زبان سے ہوئی، بعض نے کہا: جب سے زمین پیدا ہوئی ہے، تب ہی سے یہ حرمت قائم ہے۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہی اظہر واقویٰ ہے۔ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ نے مکہ مکرمہ کو آسمان و زمین کی پیدائش سے بھی پہلے حرام ٹھہرا دیا تھا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اس روز حرام ٹھہرایا جس دن آسمان و زمین پیدا کئے۔ سو یہ اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام رہے گا۔"..... (رواہ مسلم)

ابو شریح عدویؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے روز فرمایا:

"اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے، لوگوں نے حرام نہیں کیا۔ کسی شخص کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، جائز نہیں کہ وہاں خون بہائے اور درخت کاٹے، اگر کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کو دی گئی رخصت کو دلیل بنائے، تو تم اسے یہ کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی، تمہیں کوئی اجازت نہیں دی، وہ اجازت بھی دن کی ایک ساعت (گھڑی) کے لئے تھی۔ پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی جس طرح پہلے تھی۔ ہر آدمی جو یہاں موجود ہے، وہ ہر غائب کو پہنچا دے۔"..... (مسلم شریف)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ